کزنز میرج (Consanguineous Marriage)، طبّی امراض اور فقہی نقطہ نگاہ

سمیعہ اطہر*

محمد فیروزالدین شاہ کھگہ**

عہد موجود کی تیز رفتار سائنسی ترقی نے جہاں مادی تجربات کے سبب حیرت انگیز تغیرات برپا کیے ہیں وہیں علوم کو نئی فکری جہتیں اور زاویے بھی عطا کیے ہیں، بالخصوص میڈیکل سائنس کے شعبے میں ہونے والی جدید تحقیقات کے نتیجے میں ایسے پیچیدہ طبّی امراض اور ان کا طریقۂ علاج دریافت ہو چکا ہے، جن کا اس سے قبل تصور بھی ممکن نہ تھا۔ اس تمام تر ترقی کے باوجود ابھی بھی فہم انسانی، بعض اوقات عوامل فطرت کے سامنے بے بس دکھائی دیتی ہے، اور انسانی زندگی میں رونما ہونے والے مسائل و عوارض کے حل کے لیے صرف احتیاطی تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ اس ضمن میں ایک مسئلہ فرسٹ کزنز میرج اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں میں بڑھتی ہوئی جینیاتی بیماریاں ہیں۔

مغربی ممالک میں تو گذشتہ دو صدیوں سے اس مسئلے پر غور و خوض کے بعد اس کی روک تھام کے لیے قانون سازی کی جا چکی ہے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ کے مسلم عرب ممالک میں بیسویں صدی کے آخری تہائی سے اس ضمن میں اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ مگر مملکت پاکستان میں تا حال حکومتی سطح پر اس مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ دین اسلام اپنی اصل کے اعتبار سے انسانی زندگی کے ہر پہلو کی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُمت مسلمہ کے افراد، حالات و واقعات کے نتیجے میں رونما ہونے والے ہر مسئلہ کے حل کے لیے علماء و فقہا کرام کے توسط سے شرعی نقطۂ نظر کو جاننا چاہتے ہیں۔ اس مضمون کے ذریعے سے اس مسئلے کی اہمیت، اہل علم کی آرا اور چند اہم نکات کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مسئلے کا طبّی پہلو:

طبّی تحقیق سے یہ حقائق ثابت ہو چکے ہیں کہ دیگر سیاسی، معاشرتی یا نسلی گروہوں میں شادیوں کے برعکس کزنز میرج سے پیدا ہونے والی اولاد کو اکثر طبّی جینیاتی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ دو اجنبی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے میاں بیوی کی نسبت ایک ہی خاندان کے (کزنز) میاں بیوی کے خون میں شامل مشترک اجزاء (یعنی Identical DNA اور Genetic Material) کے باہمی ملاپ سے خون میں چھپے ہوئے جینیاتی خصائص (Recessive Traits) شدید ذہنی یا عضلاتی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ جسے (Consanguinity) کہا جاتا

*لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودہا، سرگودہا، پاکستان

**صدر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودہا، سرگودہا، پاکستان

ہے۔ایسے میاں بیوی جو فرسٹ کزنز بھی ہوں، ان کی اولاد میں دوسرے درجے کے کزنز میاں بیوی کی نسبت، جینیاتی خصائص نمودار ہونے کی نسبت چار گنا زیادہ ہوتی ہے۔ اور جُوں جُوں یہ تعلق (نکاح) دُور کے رشتہ داروں میں ہوتا ہے تو ان کے بچوں میں ان بیماریوں کے اثرات کا تناسب گھٹتا چلا جاتا ہے۔ جبکہ ایسے جوڑے جو خود فرسٹ کزنز ہوں اور ان کے والدین بھی آپس میں فرسٹ کزنز ہوں تو ان کی اولاد میں ان جینیاتی بیماریوں کے مواقع، (سنگل) فرسٹ کزنز میاں بیوی کی نسبت دوگنا ہو جاتے ہیں۔ جبکہ نسل در نسل ہونے والی فرسٹ کزنز میرجز (First Cousin's Marriages) شدید قسم کے جینیاتی عوارض (Genetic Disorders) کا باعث بن رہی ہیں۔ ایسے خاندانوں کی اولاد میں بلوغت کے بعد Breast Cancer، Heart Diseases، Hypertention، Depression، Stroke، Asthma، Gout، Ulcer، اور Osteoporosis جیسے امراض لاحق ہو رہے ہیں۔ جبکہ نومولود بچوں میں دل کے امراض، ہونٹ یا تالو کا کٹا ہونا، تھیلیسمیا (Thalassaemia) اور ذہنی وعضلاتی امراض پائے جاتے ہیں۔(1)

مسلم ممالک میں کزنز میرج کے طبی مسائل:

پاکستان میں تاحال حکومتی سطح پر ان طبی مسائل کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ لہٰذا مقامی حکومت کی طرف سے طبی مسائل کے اعداد و شمار نہیں پائے جاتے۔ البتہ بعض مغربی تنظیموں نے کزنز میرج کے نتیجے میں پائی جانے والی بیماریوں کے اعداد و شمار بیان کیے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہونے والی شادیوں میں سے 50 فی صد شادیاں فرسٹ کزنز کے ساتھ ہی طے پاتی ہیں۔ لہٰذا ایسے جوڑوں میں جو ڈبل کزنز ہوں، نومولود بچوں کی شرح اموات (12.7%) ہے۔ جبکہ فرسٹ کزنز میں یہ شرح اموات (7.9%) اور سیکنڈ کزنز میں (6.9%) ہے۔(2) اسی طرح ڈبل فرسٹ کزنز کی پیدا ہونے والے اولاد میں قبل از پیدائش (دوران حمل) جینیاتی بیماریوں کے باعث شرح اموات (41.2%)، فرسٹ کزنز میں (26%)، ڈبل سیکنڈ کزنز میں (14.9%) اور سیکنڈ کزنز میں (8.1%) ہے۔(3)

بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے حوالے سے BBC کی ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں مقیم پاکستانی باشندوں میں تقریباً 55% لوگ فرسٹ کزن میرج کرتے ہیں۔ اور نسل در نسل کزن میرج کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ان بچوں میں دیگر پاکستانی باشندوں کی نسبت (13) گنا زیادہ جینیاتی بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ برمنگھم کے ایسے خاندانوں میں پیدا ہونے والے ہر دس بچوں میں سے ایک بچہ یا تو نومولودی کی عمر میں ہی مر جاتا ہے یا پھر شدید قسم کے جینیاتی امراض میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس تحقیق کے مطابق برطانیہ میں مجموعی طور پر جینیاتی بیماریوں میں مبتلا بچوں میں سے 3% بچے برطانوی پاکستانی باشندوں کے ہوتے ہیں۔(4) اسی طرح 2010ء میں Telegraph میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستانی نژاد

برطانوی باشندوں میں ہر سال تقریباً سات سو بچے جینیاتی بیماریوں کے ساتھ پیدا ہو رہے ہیں۔(5)

سعودی عرب سے شائع ہونے والی ایک میڈیکل رپورٹ کے مطابق عرب اسلامی ممالک میں کزنز میرج کے نتیجے میں جینیاتی بیماریوں کی شرح انتہائی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ جو نہ صرف انفرادی بلکہ خاندانی زندگی کو متاثر کر رہی ہے۔(6)

ان مسائل کے نتیجے میں بلوغت کے بعد Heart Diseases، Tension، Depression، اور Cancer جیسے مسائل اور نومولود بچوں میں ذہنی وعضلاتی امراض کی شرح بڑھتی جا رہی ہے۔(7) ان بیماریوں کے پیدا ہونے میں بہت سے عوامل کارفرما ہیں۔(8) جن میں خاص طور پر Consanguinity اور Recessive Genetic Disorders انتہائی نمایاں ہیں۔(9)

اسلام اور دیگر شرائع میں کزنز میرج کے متعلق احکامات:

مختلف شرائع میں کزنز میرج کے حوالے سے مختلف احکامات پائے جاتے ہیں۔

ہندوازم:

ہندو مقدس مذہبی کتب میں مذہبی شخصیات کی کزنز میرج کی روایات پائی جاتی ہیں۔البتہ ہندو میرج ایکٹ 1955ء کے حوالے سے ہر طرح کی (ماں یا باپ کے رشتہ سے) فرسٹ کزنز میرج ممنوع ہے۔البتہ مقامی فرقوں کو ان کے علاقائی رسم و رواج کے حوالے سے فرسٹ کزنز میرج کی اجازت ہے۔اس ایکٹ کے تحت باپ کے خاندان میں پانچویں درجے کے کزنز اور ماں کے خاندان میں تیسرے درجے کے کزنز تک شادی کرنا ممنوع ہے۔(10)

عیسائیت اور یہودیت:

الہامی شریعتوں میں قریبی خونی رشتہ داروں (Cousins) میں نکاح کی قطعاً بھی ممانعت نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ان مذاہب کے انبیاء کرام نے خونی رشتہ داروں میں نکاح کیا ہے۔جیسا کہ عیسائیت اور یہودیت کی مذہبی تاریخ میں کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔بائبل کے بیان کے مطابق حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی نخور کے بیٹے بیتوایل کی بیٹی ربیکا (Rebekah) سے شادی کی۔(11) حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں لابن کی دو بیٹیوں راحل (Rachel) اور لیاہ (Leah) سے شادی کی۔(12) حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی عیسو نے اپنے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیٹی مہلت (Mahalath) سے شادی کی۔(13) اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں صِلافحاد (Zelophehad) کی پانچ بیٹیوں محلاہ (Mahlah) ترضاہ (Tirzah) نحلاہ (Hoglah) ملکاہ

(Milkah) نوعاہ (Noah) کی شادیاں اس کے بھائی یوسف (Joseph) کے بیٹے منسی (Manasseh) کی نسل کے خاندان میں ہوئیں۔(۱۴) ان کے علاوہ آنے والی نسلوں میں دیگر انبیاء کرام کی خاندانی شادیوں کا تذکرہ بائبل میں پایا جاتا ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں عیسائیت کے مختلف فرقوں میں کزنز میرج کے حوالے سے چرچ کے قوانین بدلتے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں رومن کیتھولک فرقے میں فرسٹ کزنز میرج ممنوع جبکہ دُور کے قرابت داروں میں شادی جائز ہے۔(15) ابتداً تو کزنز میرج کی عیسائیت میں اجازت تھی۔506 عیسوی میں پہلی مرتبہ ایجڈے (Agde) کی کونسل نے کزن میرج کو ممنوع قرار دیا۔لیکن بعض محدود صورتوں میں مذہبی احکامات میں اس کی اجازت دے دی جاتی تھی۔ گیارھویں صدی میں Canon-Law پر عمل کرتے ہوئے خاندانی شادیوں کو چھٹے درجے کی کزنز تک محدود کر دیا گیا۔لیکن نسلی رشتہ داریوں میں پہچان کی پیچیدگیوں کی وجہ سے 1215ء میں اسے تیسرے درجے کے کزنز تک جائز قرار دیا گیا۔ 1917ء میں پوپ بینڈکٹ (Benedict XV) نے اسے دوسرے درجے کے کزنز تک جائز کر دیا۔ اور آخرکار 1983ء میں اسے بالکل ممنوع قرار دیا گیا۔ آج بھی کیتھولک مذہب میں مذہبی قوانین سے اعراض کرتے ہوئے کزنز میرج کرنے کی صورت میں تنسیخ نکاح کا قانون موجود ہے۔(16)

سولہویں صدی میں چرچ کی اصلاحی تحریک Protestant کے بانیوں مارٹن لوتھر (Martin Luther) اور جان کیلون (John Calvin) نے کزنز میرج کو (کیتھولک فرقے کے برعکس) جائز قرار دیا ہے۔(17) ان کے خیال میں کزنز میرج پر پابندی کا قانون الہامی شریعت کی بجائے چرچ کی اختراع ہے۔لہٰذا عیسائیت کے دیگر ذیلی مذہبی فرقے بھی کزنز میرج کو جائز قرار دیتے ہیں۔

اسلام:

اسلامی شریعت میں قریبی خونی قرابت داروں (First Cousins Marriage) میں نکاح کی ممانعت نہیں ہے قرآن کریم کی سورۃ النساء میں اُمت کے لیے حرمت کے رشتوں کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ان کے علاوہ تمام رشتہ داروں میں رشتہ مناکحت جائز اور حلال ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلاَ تَنكِحُواْ مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاء إِلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتاً وَسَاء سَبِيلاً. حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالاَتُكُمْ وَبَنَاتُ الأَخِ وَبَنَاتُ الأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللاَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللاَّتِي فِي

حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ اللاَّتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُواْ دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلاَئِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلاَبِكُمْ وَأَن تَجْمَعُواْ بَيْنَ الأُخْتَيْنِ إَلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً. وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاء إِلاَّ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاء ذَلِكُمْ أَن تَبْتَغُواْ بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً﴾(18)

”حرام کی گئیں تم پرتمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دُودھ پلایا ہو۔ اور تمہاری دُودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں، تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا ہاں جو گذر چکا سو گذر چکا، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور (حرام کی گئیں) شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں، اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احکام فرض کر دیے ہیں، اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو بُرے کام سے بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کے لیے، اس لیے جن سے تم فائدہ اُٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو، اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کر لو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔“

جبکہ سورۃ الاحزاب میں پیغمبر اسلام کے لیے حلال عورتوں کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے جن میں ان کی (First Cousins) بھی شامل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاء اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً رَّحِيماً﴾ (19)

”اے نبی! ہم نے تیرے لیے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں اور تیرے چچا کی لڑکیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے، اور وہ باایمان عورت جو اپنا

نفس نبی کو ہبہ کردے یہ اس صورت میں کہ خود نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہے، یہ خاص طور پر صرف تیرے لیے ہی ہے اور مومنوں کے لیے نہیں، ہم اسے بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں (احکام) مقرر کر رکھے ہیں، یہ اس لیے کہ تجھ پر حرج واقع نہ ہو، اللہ تعالیٰ بہت بخشنے اور بڑے رحم والا ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک میں آغاز اسلام سے ہی دودھیالی اور ننھیالی خاندانوں میں شادیوں کا رواج رہا ہے۔ اور سنت رسول ﷺ سے بھی یہی ثابت ہے۔ جیسا کہ پیغمبرِ اسلام نے اپنی پھوپی زاد بہن زینبؓ بنتِ جحش سے نکاح کیا۔(20) اور اپنی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا نکاح حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کے بھانجے حضرت ابوالعاصؓ بن الربیعہ سے کیا۔(21) جبکہ چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علیؓ ابن طالب سے کیا۔(22) خلفائے کرام میں سے حضرت عمرؓ بن خطاب نے اپنی چچازاد بہن عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل سے نکاح کیا تھا۔(23)

قرآن وسنت کی ان نصوص سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن میں بیان کیے گئے حرمت کے رشتوں کے علاوہ مسلمانوں کے لیے تمام رشتہ داروں اور دوسرے خاندانوں میں نکاح کرنا جائز ہے۔

اقوام عالم میں کزنز میرج کی قانونی حیثیت:

مختلف شرائع میں کزنز میرج کی حلّت وحرمت سے قطع نظر کئی اقوام عالم نے ملکی قوانین کے ذریعے سے کزنز میرج کو جائز یا ممنوع قرار دے دیا ہے۔ ہر ملک میں کزنز میرج کے جواز یا ممانعت میں مذہبی احکامات یا طبی امراض کے علاوہ بھی کئی عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً وہاں کے رسم ورواج، معاشرتی ومعاشی مسائل وغیرہ۔

1- امریکہ میں (1865-1861) Civil War سے پہلے تمام ریاستوں میں کزنز میرج قانوناً جائز تھی۔ لیکن تیزی سے بڑھتے ہوئے جسمانی اور دماغی امراض کی تحقیق کے نتیجے میں 1860ء میں اس کو ختم کرنے کی تحریک شروع ہوئی جو بالآخر 1880ء کی دہائی میں 13 ریاستوں میں کزنز میرج پر قانوناً پابندی پر منتج ہوئی۔(24) اور 1970ء تک تقریباً تمام ریاستوں میں اس کا نفاذ ہو چکا تھا۔(25)

2- یورپ میں آسٹریا، ہنگری اور سپین میں انیسویں صدی کے آغاز سے ہی کزنز میرج قانوناً ممنوع ہے۔(26) برطانیہ میں ہمیشہ سے کزنز میرج کسی نہ کسی سطح پر قانوناً جائز ہے۔(27)

3- افریقی ممالک میں کزنز میرج کا تناسب انتہائی کم ہے۔ ان علاقوں میں صرف 30 سے 35 فی صد آبادی کزنز میرج کو ترجیح دیتی ہے۔ البتہ نائیجیریا کی مسلم آبادی میں کزنز میرج کا کسی قدر رواج ہے۔(28) ایتھوپیا میں مسلم آبادی

ہونے کے باوجود کزنز میرج کے لیے روایتی ناپسندیدگی اور ممانعت ہے۔ تیسرے درجے کے کزنز تک تمام رشتوں کو سگے بہن بھائیوں کا درجہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ چھٹے درجے تک کے کزنز کے ساتھ شادی کی ممانعت ہے۔ (29)

4- مشرقی ممالک میں جنوبی کوریا (South Korea) میں 1997ء سے فرسٹ اور سیکنڈ کزنز میرج حتیٰ کہ ایک علاقے اور ایک ہی نسل کے لوگوں میں شادی قانوناً ممنوع ہے۔ (30) تائیوان، شمالی کوریا اور فلپائن میں بھی فرسٹ کزنز میرج ممنوع ہے۔ (31) جاپان میں فرسٹ کزنز میرج قانوناً جائز ہے مگر اس میں تدریجاً کمی واقع ہو رہی ہے۔ (32) چین میں 1981ء کے ازدواجی قوانین میں اس پر پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ (33) اسی طرح ویتنام میں 2000ء میں بنائے گئے عائلی قوانین میں تیسرے درجے تک کے کزنز میں شادی ممنوع ہے۔ (34)

5- مشرقی وسطیٰ کے تمام ممالک میں تاریخ کے ہر دور میں کزنز میرج کا رواج رہا ہے۔ (35) 2009ء میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق گذشتہ صدیوں کی نسبت موجودہ دور میں کزنز میرج کا تناسب بڑھ گیا ہے۔ (36)

اس صورتحال کے پیشِ نظر امریکی اور یورپین ممالک میں مقیم پاکستانی باشندوں میں مسئلے کے حوالے سے بے چینی پائی جاتی ہے۔ چونکہ تمام مسلم ممالک میں کزنز میرج شرعاً اور قانوناً جائز ہے۔ اس لیے موجودہ طبی مسائل کے تناظر میں پڑھے لکھے طبقے میں یہ سوال اُٹھ رہا ہے کہ کیا Higher Consanguinity کی وجہ سے بڑھتی ہوئی جینیاتی ذہنی وعضلاتی بیماریوں کے باوجود نسل در نسل کزنز میرج کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے یا کسی حد تک اس سے احتراز کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں دو قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔

کزنز میرج کے مجوزین کی رائے:

طبی تحقیق کے نتیجے میں Consanguinity کے مضر اثرات واضح ہو جانے کے باوجود عوام الناس کا ایک طبقہ ایسا ہے جو نسل در نسل کزنز میرج کے انعقاد کا حامی ہے۔ وہ اپنی رائے کے لیے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت نے حرام و حلال کے تمام احکامات واضح کر دیے ہیں۔ سورۃ النساء کی آیت 22-24 اور سورۃ الاحزاب کی آیت 50 کی رُو سے حلت و حرمت کے رشتے واضح ہو چکے ہیں۔ قرآنی نصوص کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ سے بھی خاندانی شادیوں (قرابت قریبہ) کی نص پائی جاتی ہے۔ تو ان احکامات وشواہد کی موجودگی میں ایک حلال کام سے احتراز کرنا گویا کہ اللہ کے احکامات میں مداخلت کرنے کے مترادف ہے۔ وہ اپنی رائے میں مزید یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ سگی والدہ یا بہن اور بھانجی کے ساتھ حرمت کا تعلق بنانے میں اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی حکمت پائی جاتی ہوگی کہ ان رشتوں میں خون کے اختلاط سے جسمانی اور اخلاقی عوارض پیدا ہو سکتے ہوں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان رشتوں کو حرام قرار دے دیا۔ اگر کزنز میرج کی صورت میں بھی کسی ایسے مسئلے کا

خدشہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی حرام قرار دے دیتے۔ مگر قرآن وسنت میں تو اس کی کوئی نص نہیں پائی جاتی۔ اس لیے بیماریوں سے بچنے کے لیے شعوری طور پر ایک حلال کام سے احتراز کرنا گویا کہ تقدیر پر ایمان نہ رکھنے کے مترادف ہے۔

کزن میرج کے مانعین کی رائے:

بڑھتی ہوئی جینیاتی بیماریوں اور ان کے سنگین اثرات کے پیش نظر کچھ لوگ کزن میرج سے احتراز کے قائل ہیں۔ اس ضمن میں وہ یہ روایت پیش کرتے ہیں جو امام غزالی نے احیاء العلوم میں بیان کی ہے۔ ''آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ قرابت قریبہ والی سے نکاح مت کرو کہ لڑکا ضعیف پیدا ہوتا ہے۔'' (37)

اس کے علاوہ یہ دلیل بھی پیش کی جاتی ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے دو مذاہب ''شافعی'' اور ''حنبلی'' میں خاندان میں قریبی رشتہ داروں سے نکاح مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی اور ابن قدامہ جیسے علماء کرام بھی خاندان سے باہر نکاح کو ترجیح دیتے ہیں۔ (38)

کزن میرج سے احتراز کے قائلین اس روایت سے یہ استدلال اخذ کرتے ہیں کہ:

1- اولاد میں ضعف سے مراد اس کی صحت ہی ہے۔ اگر ایسی قرابت دار عورت یا مرد جن کی اولاد میں کسی قسم کی ذہنی یا جسمانی امراض کے نمودار ہونے کا خدشہ ہو۔ آپس میں نکاح سے مانع رہیں۔

2- قرآن حکیم اور سنت نبوی ﷺ کی نصوص سے خاندان میں کزن میرج کی اجازت تو ثابت ہو رہی ہے مگر اسے فرض تو قرار نہیں دیا گیا۔ یعنی ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں اور اگر اس خاندانی نکاح سے کوئی مسئلہ ہو رہا ہے تو اس سے احتراز بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسی صورت میں یہ اللہ کی حدود اور حلال وحرام میں مداخلت نہیں ہے۔

تجزیہ:

پیشِ نظر مسئلے کے حوالے سے کزن میرج کے مجوزین اور مانعین کے استدلال کے بعد ہم اس میں تطبیق کی کوشش کرتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ کا بنیادی مقصد انسان کے حقوق کا تحفظ ہے۔ شریعت کے بنیادی مآخذ (قرآن وسنت) میں پائے جانے والے تمام اوامر ونواہی کی اصل حکمت انسانی زندگی اور اس کے حقوق کو محفوظ کرنا ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ کی تشکیل میں بنیادی مآخذ کے ضمن میں ایک مآخذ مصلحت بھی ہے۔ جس کا بنیادی مقصد شرعی قوانین میں مخلوق کے لیے نفع کا حصول ہے۔ مصلحت کا شرعی مفہوم بیان کرتے ہوئے امام غزالی کہتے ہیں۔ ''مصلحت درحقیقت نفع کے حصول اور نقصان کے دفعیے کا نام ہے۔'' (39) پھر اس مصلحت کا شریعت اسلامیہ میں مقصد بتاتے ہوئے کہتے ہیں۔ ''ہم مصلحت سے شریعت کے مقاصد کی

حفاظت مراد لیتے ہیں اورانسان کے حوالے سے شریعت کے یہ پانچ مقاصد ہیں۔تحفظ دین،تحفظ جان،تحفظ نسل،تحفظ عقل اور تحفظ مال۔ جو امران پانچ اصولوں پر مشتمل ہوگا وہ مصلحت ہوگا اور جو امران پانچ اصولوں پر مشتمل نہ ہوگا، وہ مفسدہ کہلائے گا۔''(40)

اسی طرح العزبن عبدالسلام مصلحت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مصالح کی دو قسمیں ہیں:ایک قسم حقیقی ہے اور وہ ہے فرحتیں اور لذتیں، دوسری قسم مجازی ہے اور وہ ہے ان کے اسباب۔کبھی یہ ہوتا ہے کہ مصالح کے اسباب مفاسد ہوتے ہیں،لیکن ان کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے یا انہیں مباح قرار دیا جاتا ہے۔اس وجہ سے نہیں کہ وہ مفاسد ہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ مصالح کے حصول کے ذرائع ہیں۔مثلاً جان بچانے کے لیے ناقابل علاج ہاتھ کو کاٹ دینا یا جہاد کے لیے جانوں کو خطرے میں ڈالنا۔اسی طرح سزاؤں کا معاملہ جو اصلاً مطلوب نہیں، کیوں کہ یہ مفاسد ہیں،لیکن ان کے نفاذ سے مصالح کا حصول ہوتا ہے۔''(41)

نجم الدین الطوفی نے مصلحت کی تعریف یوں کی ہے:

''مصلحت فعل کی ایسی صفت کو کہتے ہیں جس سے ہمیشہ یا اکثر حالات میں جمہور کو یا افراد کو صلاح،یعنی نفع حاصل ہو۔''(42)

قرآن کریم سے استدلال:

ان اقوال سے شریعت کے بنیادی مقاصد(حواس خمسہ)اوران مقاصد کے حصول کے لیے مصلحت کا استعمال واضح ہو جاتا ہے۔اس کا اصول ہمیں قرآنی احکامات سے بھی حاصل ہوتا ہے کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے حرمت وحلت کے ضابطے بیان فرمائے وہاں پہ انسانی زندگی کی حفاظت کی خاطران میں آسانیاں اور رخصتیں بھی عطا کردیں، یہاں تک کہ انسانی جان کو بچانے کے لیے حرام اشیاء کے بھی بقدرضرورت استعمال کو جائز قرار دے دیا۔مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

○ ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (43)

''تم پر مردار اور(بہاہوا)خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو،اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں،اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔''

○ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ

وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُواْ بِالأَزْلاَمِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن دِينِكُمْ فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيناً فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (44)

''تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر لو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں۔ آج کفار تمہارے دین سے نا اُمید ہو گئے، خبردار! تم ان سے نہ ڈرنا، آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا، پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔''

○﴿فَكُلُواْ مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿118﴾ وَمَا لَكُمْ أَلاَّ تَأْكُلُواْ مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلاَّ مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيراً لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ﴾ (45)

''سو جس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اس میں سے کھاؤ! اگر تم اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہو۔ اور آخر کیا وجہ ہے کہ تم ایسے جانوروں میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب جانوروں کی تفصیل بتا دی ہے۔ جن کو تم پر حرام کیا ہے، مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ بہت سے آدمی اپنے خیالات پر بلا کسی سند کے گمراہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔''

○﴿قُل لاَّ أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلاَّ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَماً مَّسْفُوحاً أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقاً أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (46)

''آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا یہ کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل

ناپاک ہے، جوشرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو۔ پھر جو شخص مجبور ہو جائے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو تو واقعی آپ کا رب غفور رحیم ہے۔''

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حالت اضطرار میں حرام اشیاء کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ یعنی کسی شخص کی جان بچانے کے لیے حالتِ اضطرار میں حرام اشیاء کا بطور غذا استعمال جائز ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی سب سے اہم ہے۔ اس کے تحفظ کے لیے اور انسانی نسل کے تحفظ کے لیے حرام وحلال کے ضابطوں میں تخفیف ممکن ہے۔ اس اصول کے پیش نظر اگر یہ معلوم ہو کہ کزنز میرج سے پیدا ہونے والے انسان کی زندگی یا صحت مسلسل خطرے میں رہے گی اور لواحقین کے لیے بھی ضرر کا باعث ہو گی تو یقیناً شریعت کے اصول مصلحت کے تحت حلال رشتوں سے شادی کرنے سے احتراز کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص خاندانی نکاح کو لازم خیال کرتے ہوئے پیدا ہونے والی انسانی جان کو یقینی طور پر بیماریوں میں مبتلا کر دے تو یہ فعل یقیناً اس کی اپنی ذات کے لیے اور اس کے خاندان کے لیے بھی انتہائی تکلیف کا باعث ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت کا اہم مقصد انسان کو سہولت دینا اور تنگی سے نجات دلانا ہے۔ فرمان خداوندی ہے۔

- ﴿العُسرَ بِکُمُ یُرِیدُ وَلاَ الیُسرَ بِکُمُ اللّٰہُ یُرِیدُ﴾ (47)

  ''اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔''
- ﴿یُرِیدُ اللّٰہُ أَن یُخَفِّفَ عَنکُمُ وَخُلِقَ الإِنسَانُ ضَعِیفًا﴾ (48)

  ''اللہ تعالیٰ تم پر سے پابندیوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''
- ﴿مَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیَجعَلَ عَلَیکُم مِّنُ حَرَجٍ﴾ (49)

  ''اللہ تعالیٰ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا۔''
- ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِنُ حَرَجٍ﴾ (50)

  ''اور اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

ان تمام آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت کا مقصود اپنے بندوں کو سہولت فراہم کرنا ہے نہ کہ مشقت میں مبتلا کرنا۔ اب اسی اصول کے پیش نظر کوئی شخص پیدا ہونے والی نسل کی بیماریوں اور تکالیف کی مشقت اور پریشانی سے بچنے کے لیے کزنز میرج سے احتراز کرتا ہے تو یقیناً اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔

سنت مطہرہ سے استدلال:

نکاح کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے:

O تناکحوا تناسلوا فانی مکاثر بکم الامم یوم القیامة (51)

''نکاح کرو، اولاد پیدا کرو، تو پھر میں قیامت کے روز دوسری اُمتوں کے مقابلے میں تمہاری کثرت کا اظہار کرسکوں گا۔''

O تزوجھا سوداء ولود ولا تزوجھا حسنا جملاء عاقرا فانی اباھی بکم الامم(52)

''زیادہ بچے جننے والی کالی کلوٹی عورت سے شادی کرلو، لیکن بانجھ حسین وجمیل عورت سے نہ کرو، کیونکہ میں اُمت کی کثرت پر فخر کروں گا۔''

O اختاروا لنطفکم فان لخال احد الضجیعین(53)

''اپنے نطفے کے لیے جگہ دیکھ بھال کر حاصل کرو، کیوں کہ بچوں کا ماموں بیوی کی طرح ہوتا ہے۔''

O ایاکم و تزویج الحمقاء فان صحبتھا بلاء وولدھا ضیاع (54)

''بے وقوف عورتوں سے شادی نہ کرو، ان کا ساتھ مصیبت ہے اور ان کی اولاد ضائع ہو جاتی ہے۔''

ان احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نکاح کرنے اور اس کے ذریعے اولاد حاصل کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ کیونکہ نکاح کرنے کا اصل مقصد اولاد کا حصول ہی ہے۔ دراصل شریعت اسلامیہ میں نکاح کا ایک مقصد اصلی ہے اور کچھ ذیلی مقاصد ہیں جو اصلی مقصد کا تتمہ اور تکملہ ہیں۔ نکاح کا اصلی مقصد نسل کی حفاظت اور انسانی نسل کو خاتمے سے بچانا ہے۔ اس کے علاوہ انسان نکاح سے جن فوائد کے حصول کا ارادہ کرتا ہے، وہ سب نکاح کے ذیلی مقاصد ہیں، جن سے نکاح کے اصل مقصد کی تکمیل واتمام ہوتا ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں: نکاح کے پانچ فائدے ہیں: ''اولاد، شہوت پوری کرنا، گھر کا انتظام، اولاد کی کثرت اور بیویوں کی ضروریات پوری کرنے میں نفس کا مجاہدہ'' (55)

گویا کہ اولاد کا حصول اصلی مقصد ہے جس کے لیے شریعت میں نکاح کا طریقہ رکھا گیا ہے۔ نکاح کا مقصد یہ ہے کہ نسل انسانی باقی رہے۔ اسی لیے اُمت کو اس کی ترغیب وتشویق دلائی گئی اور حکم دیا گیا کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ تا کہ نبی کریم ﷺ کثرت اُمت پر فخر کرسکیں۔ کسی بھی شخص کے لیے انفرادی طور پر اس کی اولاد یا پوری اُمت کے افراد اسی صورت میں قابلِ فخر ہو سکتے ہیں کہ جب وہ پوری طرح ذہنی وجسمانی صحت کے مالک ہوں اور خاندان اور اُمت کے لیے نفع مند ثابت ہوں۔ جبکہ ایسا نکاح جس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اولاد جسمانی یا ذہنی امراض کی مالک ہو یقیناً پسندیدہ اور قابل ترجیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اولاد کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ پھر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک کہ اپنے نطفے کے لیے جگہ دیکھ بھال کر حاصل کرو۔ یقیناً اخلاق اور کردار کے حوالے سے ہے مگر اسی قول سے یہ استدلال بھی لیا جاسکتا ہے کہ اپنے نطفے سے صحیح

اور صحت مند اولاد حاصل کرنے کے لیے بھی یقیناً صحیح جگہ کا انتخاب ضروری ہے۔ جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق عورتیں مردوں کی کھیتیاں ہیں تو جس کھیتی میں مرد نے بیج ڈال کر اولاد جیسا پھل حاصل کرنا ہے تو یقیناً اسے ایسی کھیتی درکار ہوگی جہاں سے اسے حاصل ہونے والا پھل بصورت اولاد جسمانی اور ذہنی صحت کا حامل ہو۔ لہٰذا نسل در نسل کزنز میرج سے Consanguinity جیسے مسائل کی موجودگی میں صحت مند اولاد کا حصول خطرے سے خالی نہ ہوگا۔ لہٰذا اس صورتحال سے احتیاطاً احتراز کرنے میں یقیناً قباحت نہ ہوگی۔

قواعدِ فقہیہ سے استدلال:

زیر بحث مسئلہ میں حسب ذیل فقہی قواعد کو بھی مدارِ استدلال بنایا جاسکتا ہے:

1- "الضرر یُزال"

"ضرر کا ازالہ کیا جائے گا"

2- "الضرورات تبیح المحظورات"

"ضرورت ممنوع امور کو مباح کر دیتی ہے"

3- "اذا تعارض مفسدتان، روعی اعظمهما ضرراً بارتکاب اخفهما" (56)

"جب دو مفسدوں میں تعارض ہو تو بڑے مفسدہ کے ضرر سے بچنے کے لیے کم تر مفسدے کو گوارا کیا جائے گا"۔

ان فقہی قواعد سے واضح ہوتا ہے کہ جو شخص کسی ضرر میں مبتلا ہو یا ہوسکتا ہو وہ اس کے ازالے کے لیے ہر ممکن کوشش اور تدابیر اختیار کرسکتا ہے۔ خواہ عام حالات میں وہ تدابیر جائز یا ممنوع ہوں۔ اب Consanguinity سے حاصل ہونے والا ضرر یعنی ذہنی یا جسمانی طور پر معذور اولاد کا پیدا ہونا نہ صرف انفرادی بلکہ خاندانی اور معاشرتی سطح پر بھی ضرر کا باعث ہے۔ اس ضرر سے بچنے کے لیے شریعت کا جائز کردہ طریقہ کار "خاندانی نکاح" سے پرہیز کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جب ضروریات ممنوع امور کو مباح کر دیتی ہیں تو اسی اصول کے پیش نظر مباح سے احتراز بھی کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ روایات میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد مبارک "خواتین کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو" کی موجودگی میں حضرت عمرؓ نے مفسدات سے بچاؤ کے لیے اس مباح کام کو ممنوع قرار دیا۔ اسی طرح طلاق، حلال ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے کیونکہ شدید ضرورت کے بغیر اسے استعمال سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس میں پائے جانے والے مفاسد اس کی منفعت سے کہیں زیادہ ہیں۔ طلاق سے نہ صرف "انسان بلکہ دو خاندان اور بچوں کی صورت میں تیسری نسل بھی متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے ایسی کزن میرج کہ جس کے نتیجے میں نہ صرف دو افراد بلکہ آنے والی نسل مفاسد کا شکار ہو جائے، قابل احتراز ہوسکتی ہے۔

بعض اوقات معاشرتی رسم و رواج اور عرف و عادت کے حوالے سے اپنے خاندان سے باہر دوسرے خاندان میں نکاح کرنا اس لیے ناپسندیدہ یا ناقابل عمل گردانا جاتا ہے کہ اجنبی خاندانوں میں نکاح کرنے سے کئی مفسدات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس میں زوجین کا بعض اوقات ایک دوسرے کو اچھی طرح نہ سمجھنا یا سسرالی خاندانوں کے رسم و رواج اور طور واطوار سے مانوس نہ ہونا، یا مالی معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ مفاہمت نہ کرنا وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ گویا کہ جو لوگ مفسدات سے بچنے کے لیے اجنبی خاندانوں میں شادی کی بجائے کزنز میرج کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ Consanjuinity کی صورت میں ایک قدرے بڑے مفسدے کو اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا شریعت کے اصول کے مطابق بڑا مفسدہ یعنی کزنز میرج کے نتیجے میں ذہنی یا جسمانی معذور اولاد سے بچنے کے لیے ایک چھوٹا مفسدہ یعنی اجنبی خاندان میں شادی کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَلَا تَلقُوا بِاَيدِكُم اِلَى التَّهلُكَةِ﴾ (57)

''اور اپنے ہاتھ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو''۔

گویا کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ مفسدات سے بچاؤ کے لیے ہر ممکن تدابیر اختیار کرے اور کوئی بھی ایسا فعل، جس کے نتیجے میں واضح طور پر نقصان یا ہلاکت کا اندیشہ ہو، اختیار کرنے سے گریز کرے۔ لہٰذا ایسی کزنز میرج سے کہ جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد میں دماغی یا جسمانی معذوری کے خدشات ہوں، گریز کیا جائے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی بیماریوں یا آفات اور دباؤں سے بچنے کے لیے راہنمائی موجود ہے۔

"عَن عبدالله بن عامر: اَنَّ عُمر خَرَجَ اَلَى الشَّام، فَلَمَّا كَانَ بِسَرغ بَلَغه اَنَّ اَلو بَاءَ قَد وَقَع بِالشَّام، فَاَخبَرَه عَبدُالرَّحمٰنَ بنُ عَوف اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: اِذَا سَمِعتَمُم بِهِ بِارض فَلاَ تَقدَمُوا عَلَيهِ، وَاِذَا وَقَعَ بَارضٍ وَاَنتُم بِهَا فَلاَ تَخرُجُوا فِرَارً مِنه " (58)

''حضرت عبداللہؓ بن عامر کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مقام سرغ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو ان سے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے متعلق سنو کہ (وہاں وباء پھیلی ہوئی ہے) تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ وباء پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو۔''

گویا کہ وباء والے علاقے میں جان بوجھ کر جانا خود کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور ایسی ہلاکت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی سے استدلال کرتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب نسل در نسل خاندانی شادیوں کے نتیجے میں اولاد میں

جسمانی یا ذہنی معذوری کا خدشہ ہو تو اس امر سے اجتناب اولی ہے۔

نتیجہ بحث:

اس مسئلہ پر قلم اُٹھانا اور قرآن وسنت وقواعد فقہیہ سے استدلال پیش کرنے کا مطمع نظر یہ ہے کہ جن امور سے انسانی جان یا معاشرے کے لیے مفاسد پیدا ہو سکتے ہیں، مباح یا جائز ہونے کے باوجود ان کے نقصانات کی سنگینی کے پیش نظر ان سے اجتناب کرنا شرعی امور کے خلاف نہیں ہے۔ اس ضمن میں مقصد اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے حلت وحرمت کے قوانین میں تبدیلی نہیں بلکہ شریعت میں پائی جانے والی سہولتوں کو مصلحت کے تحت استعمال کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے۔ اس ضمن میں علما وفقہا کرام سے استدعا ہے کہ وہ وطن عزیز میں عوام الناس کی راہنمائی کے لیے اپنی آراء کا اظہار کریں۔ اور شریعت کے مقاصد و مصالح کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسئلے کا مناسب حل پیش کریں۔

پاکستان میں تا حال اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی پیش رفت نہیں ہے۔ البتہ مشرق وسطیٰ کے عرب مسلم ممالک میں اس خطرے کی سنگینی کے پیش نظر علماء کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں حکومتی سطح پر قوانین سازی کی جا چکی ہے۔ جس کی رُو سے شادی شدہ جوڑے کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچے کی پیدائش سے قبل یا دوران حمل اپنے ڈاکٹر سے Genetic Counselling کریں اور اپنا DNA ٹیسٹ کروائیں تاکہ آنے والی نسل کو ذہنی وجسمانی معذوری سے بچایا جا سکے۔ نہ صرف یہ کہ ان عرب ممالک میں ایسے ٹیسٹ اور مشاورتی پروگرام کو عوام کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے بلکہ حکومت مفت بنیادوں پر عوام کو ان ٹیسٹوں کی سہولت فراہم کر رہی ہے جب کہ اسلامک ورلڈ لیگ کے مکہ میں 1990ء میں منعقدہ اجلاس میں یہ قانون بھی پاس کیا جا چکا ہے کہ اگر ماہرین ڈاکٹروں کی تحقیق کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ کسی حمل کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ کسی Genetic Disordered کا شکار ہو سکتا ہے یا ماں کی جان کو خطرہ ہے تو استقرار حمل کے ابتدائی 120 دن کے دوران بھی اسقاطِ حمل شرعاً جائز ہے۔(59)

ایسی ہی قوانین سازی عرب کی دیگر ریاستوں میں بھی کی جا رہی ہے۔(60) لیکن پاکستان میں تو ابھی لوگوں کو اس خطرے کی سنگینی کا احساس دلانا اور اس سے بچاؤ کے لیے شرعی نقطۂ نظر کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ بڑے ہی عام فہم الفاظ میں اس کی یوں وضاحت کی جا سکتی ہے کہ (Consanginous Marriages) خاندانی شادیوں سے پرہیز کرنا ایسے ہی ہے جیسا کہ شریعت کا حکم ہے کہ:

﴿یاایھا النّاسُ کُلُوا مِمَّا فِی الارضِ حَلٰلاً طَیِّباً﴾ (61)

''لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور طیب چیزیں ہیں انہیں کھاؤ''

اب Red Meat نمک اور چینی یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال کردہ ہیں۔ان کو کھانے پر شرعاً کوئی پابندی نہیں لیکن اگر کسی کو ہائی بلڈ پریشر کا عارضہ ہے تو ڈاکٹر اس کی صحت کو مقدم رکھتے ہوئے اسے Red Meat اور نمک سے پرہیز کا مشورہ دیتا ہے۔اسی طرح ذیابیطس کا مریض اپنی صحت کو مقدم جانتے ہوئے چینی کھانے سے احتراز کرتا ہے۔اور اپنے اوپر اس خودساختہ یا ڈاکٹر کی لگائی ہوئی پابندی پر سختی سے عمل کرتا ہے۔اور اس مریض کا ان حلال اشیاء کو اپنے اوپر ممنوع قرار دے دینا کسی طور پر بھی گناہ نہیں ہے۔بعینہٖ کزن میرج حلال ہے مگر کچھ خاندانوں میں نسل در نسل کے خونی اختلاط سے شدید بیماریوں کے اثرات پائے جاتے ہیں لہٰذا وہ ان شادیوں سے پرہیز کر سکتے ہیں۔

سفارشات:

1- علماء وفقہا کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس مسئلے کو تحریر وتقریر کے ذریعے سے اُجاگر کریں۔اور ممکنہ اقدامات کی طرف راہنمائی فرمائیں۔

2- حکومت سے گزارش ہے کہ علماء وفقہا کی مشاورت سے، صحت عامہ کے مفاد کے لیے قوانین سازی کروائی جائے اور شادی سے پہلے مجوزہ جوڑے کا لازمی بلڈ ٹیسٹ کا قانون بنایا جائے۔تاکہ ممکنہ خطرات سے بچنے کے لیے پیش بندی کی جاسکے۔

3- اس مسئلے کے خطرات اور بچاؤ کے لیے تعلیمی اداروں میں آگہی پروگرام کیے جائیں۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے عوام الناس کو آگہی دی جائے۔

4- ہائی سکولوں کے نصاب میں حفظانِ صحت جیسے مضامین میں اس مسئلے کی اہمیت کو واضح کیا جائے۔

5- شادی شدہ جوڑوں کو Genetic Counseling کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

حواشی وحوالہ جات

1- Bittles, Alan; Black Michael, Consanguinity, human evolution, and complex diseases, Proceedings of the National Academy of Sciences 107, (Suppl, 1, 2009) PP: 1779-1786

2- Bittles, Alan, "The Role and Significance of Consanguinity as a Demographic Variable" Population and Development Review (Population Council) 20 (3) 1994, P:572 - 574

3- Ibid

4- Ibid, P:576

5- Ibid

6- El-Hazmi MAS; Warsy AS, Genetic Disorders among Arab Populations, (Saudi Med J. 1996) P: 108-123; Hamidha BM, Magnitude and Spectrumof the problem, WHO / KSU Workshop on Ethical and Genetic ounselling Issues in Region, Riyadh 15-16 Nov, 1999.

7- Mathew PM, Hamdan JA, Nazar H, Cystic Fibrocess presenting with recurrent vomiting and metabolic alkalosis-Eur Pediatar, 1991: 150, P: 264-266; Warsy AS, El-Hazmi MAS, Hammoda H, Alpha-i-antitrypsin: Frequencies of PIM subtypes in a Saudi population, Saudi Med J.1991: 12, P: 376-379

8- Emery AEH, Mueller RF. Elements of Medical Genetics, 8th Ed. London: Churchill Livingstone, 1991; WHO, Prevention of avoidable mutational disease, Bull World Health Organ, 1986, 64: P: 205-216

9- Nader S. Congenital abnormalities in newborn of Consanguiness and non-consanguineous parents Obstet and Gynecol, 1979; 53: PP:195-199; Al-Awadi SA, Moussa MA, Naguib KK. Consanguinity among the Kuwaiti Population, Clin Gent, 1985; 26: PP: 243-246

نوٹ: حوالہ نمبر(6-9) اوران سے متعلقہ معلومات درج ذیل مقالہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

Dr. Mohsen A.F El-Hazmi, Ethics of genetic counseling-basic concepts and relevance to Islamic communities, Ann Saudi Med 24 (2) College of Medicine King SAud University, Riyadh, Saudi Arabia, March-April 2004, PP: 84-92. www.kfshrc.edu.sa/annals

10- "Hindu Marriage Act, 1955" Government of Punjab: Department of Revenue, Rehabilitation and Disaster Management. Retrieved 27 March 2010

11- The Holy Bible, The Revised Barkelay Version, The Gideons International, 1974 Edition, Genesis 24: 12-15

12- Genesis 29: 18-28

13- Genesis 28: 9

14- Numbers 36: 11-12

15- John P. Beal, James A. Coriden and Thomas J. Green, New Commentary on the Code of Canon Law. Mahawah, NJ: Paulist Press, 2000

16- Ibid

17- Ottenheimer, Martin, "Chapter 2", Forbidden Relatives: The American Myth of Cousin Marriage, University of Illinois, 1996

-18 24 - 22 :4

-19 50 :33

-20 37 :33

21- ابن کثیر، ابوالفدا اعماد الدین، البدایہ والنھایہ، مترجم مولانا اختر فتح پوری (نفیس اکیڈمی کراچی)، 1229/6

22- Fatima bint Muhammad (MSA) West Compendium of Muslim Texts

23- ابن کثیر، البدایہ والنھا (المکتبہ قدوسیہ، لاہور 1984ء) 140/7

24- Ottenheimer, Martin, Forbidden Relatives, PP: 58,114

25- Bittles and Black 2009, Section 2

26- Ottenheimer, Forbiddens Relatives, P:90

27- Ibid

28- Bittles, The Role and Significance of Consanguinity, P:565

29- Crummey, Donald, "Family and Property amongst the Amhara Nobility" The Journal of African History, (Cambride University Press, 24 (2) 1983) P:207

30- Article 809 of the Korean Civil Code and The First Ten Years of The Korean Constitutional Court, Constitutional Court of Korea, P:242

31- Family Code of the Philippines, Article 38

32- Bittles, Alan H, A Background Summary of Consanguineous Marriage (Technical Report) (Edith Cowan University, May 2001)

33- Ibid

34- "The Marriage and Family Law" Ministry of Justice (Vietnam) Retrieved 2013-06.28

35- Goody, Jack, The development of the family and marriage in Europe, Cambride:

(Cambridge University Press, 1983)

36- Tad Mour, Ghazi O; Pratibha Nair, Tasneem Obeid, Mahmood T Al-Ali, Najib Al-Khaja, Hanan. A Hamamy, "Consanguinity and reproductive health among Arabs" Reproductive Health 6 (17) 2009, P:17

-37 امام غزالی، احیاء العلوم، ترجمہ بعنوان مذاق العارفین، مولانا محمد احسن صدیقی، محمد رضی عثمانی، (دارالاشاعت، اردو بازار کراچی) 59/2 (یہ روایت ابونعیم نے حضرت عمرؓ فاروق سے موقوفاً بیان کی ہے)

-38 ''(النکاح غربوا) وحیث الاقارب زواج۔ وجواب وسوال الاسلام موقع'' Islam Q8A, Retrieved 10 Sep 2013

-39 غزالی، الامام، شفاء الغلیل (تحقیق ڈاکٹر حمد عبید الکبیسی)، مقالہ (پی۔ ایچ۔ ڈی) کلیۃ الشریعۃ الازھر، ص:102، المستصفی مخطوط مکتبۃ الازھر، 284/1

-40 ایضاً

-41 العز بن عبدالسلام، قواعد الاحکام فی مصالح الانام، (الکلیات الازھریہ) 14/1
سلطان العلماء ابومحمد عزالدین بن عبدالسلام مصری شافعی (م/660ھ) ان کی یہ کتاب قواعد الاحکام فی مصالح الانام 2 جلدوں میں ہے۔

-42 شیخ محمد طاہر بن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ، طبع تونس (نجم الدین الطوفی، ابوربیع سلیمان بن عبدالقوی بن عبدالکریم بن سعید طوفی کی طرف منسوب تھے، جو ''مرمر'' کے علاقے میں ایک قصبہ تھا۔ 716ھ میں فوت ہوئے۔ حنبلی مسلک رکھتے تھے اور شیعیت سے متہم تھے۔ دیکھیے: المصلحۃ فی التشریع الاسلامی)

-43 173: 2

-44 03: 5

-45 119,118: 6

-46 145: 6

-47 185: 2

-48 28: 4

-49 6: 5

-50 78: 22

-51 ابوداؤد، نعمان، ابوحنیفہ القاضی، دعائم الاسلام، (مطبع المعارف، 1379ھ) 191/2 نسائی اور حاکم نے بھی روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

-52 ابوداؤد، سنن ابی داؤد، مصطفیٰ محمد، 1354ھ

-53 قاضی نعمان، دعائم الاسلام، 192/2

-54 ایضاً

55- غزالی، الامام، احیاء العلوم، محمد علی صبیح، 22/2

56- یعقوبی، ابراہیم شیخ، شفاء التبارئح والا دوات فی حکم التشریح ونقل الاعضاء، ص 21

57- 195: 2

58- بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، 76: کتاب الطب، باب: مایذکر فی الطاعون رقم الحدیث:5830

59- اسلام میں 40 دن کے بعد اسقاط حمل ممنوع ہے۔ تاہم Islamic Jurisprdence Council of Makkah Al-Mukaramah (The Islamic World League) نے اپنے 12ویں اجلاس منعقدہ 15-22 رجب 1410ھ (10-17 فروری 1990ء) میں یہ فتوی پاس کیا ہے کہ عام حالات میں استقرار حمل کے 40 دن گزرنے کے بعد اسقاط حمل جائز نہیں۔ تاہم اگر ماہر معالجوں کی کمیٹی تحقیق سے ثابت شدہ نتائج کے بعد یہ فیصلہ کر دے کہ اس حمل سے حاصل ہونے والے بچے (embryo or fetus) کی بیماریوں کی وجہ سے ماں کی جان ضائع ہونے کا خدشہ ہے تو اسقاط حمل (abortion) کروانا جائز ہے۔ اور اگر یہی صورتحال بچے کے متعلق ثابت ہو جائے کہ اس fetus میں جینیاتی مسائل ہیں اور مزید خرابی کا خدشہ ہے تو تب یہ استقرار حمل کے 120 کے دوران اسقاط حمل جائز ہے۔

Albar, MA. Aljanin Al-Mushawan wa Al-Almradh Alwirathiyia, Paper presented at: Fatwa No.4 - 12th session of Islamic Jurisprudence Council of Islamic World League, Makkah Al-Mukaramah, Feb, 10-17, 1990; Jeddah, Saudi Arabia

60- Albar, MA, Genetic Counseling and Genetic Diseases: An Islamic Perspective, The Fountain Magazine, Issue 22, April-June 1998

20ویں صدی کے پہلے نصف میں عرب حکومتیں (مصر، شام، لبنان، تنزانیہ، مراکش وغیرہ میں Premarital Medical Examination کو لازمی قرار دے دیا گیا ہے)۔ اس ضمن میں عمان، اردن، میں 10 اگست 1994ء میں بھی کانفرنس ہو چکی ہے۔ اس مسئلے پر قطر، بحرین وغیرہ میں بھی قانون سازی ہو چکی ہے۔

61- 168: 2